4 بینکاری نظام میں ارتکاز اور مسابقت[1]

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ حالیہ برسوں میں پاکستان میں بینکاری کے شعبے نے تیزی سے ترقی کی ہے تاہم کاروبار کے ارتکاز اور اس شعبے کی کارکردگی اور بازار کے ابھرتے ہوئے ڈھانچے کے بارے میں ابھی تک مباحث جاری ہیں، علی الخصوص اس لیے کہ مسابقت کارکردگی کا اہم پہلو ہے۔ گذشتہ چند برسوں میں یکجائی کی بنا پر بڑی بڑی ساختی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئی ہیں اس لیے اس معاملے کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ تبدیلی کا یہ عمل جاری رہنے کی توقع ہے کیونکہ حال ہی میں مرکزی بینک نے 2013ء تک کم سے کم سرمائے کی شرط بڑھا کر 30 کروڑ ڈالر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ نتیجے کے طور پر ایسے اداروں کا وجود جن کا سائز اتنا بڑا ہے کہ وہ ناکامی سے دوچار نہیں ہو سکتے اور بڑے غیر ملکی بینکوں اور ان کی ذیلی کمپنیوں کا اہم کردار منڈی کی مقابلہ پذیری کے حوالے سے تشویش پیدا کر رہا ہے۔ اس مسئلے پر زیر نظر باب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

صنعتی تنظیم اقتصادیات کے روایتی نظریے میں جسے ''ساخت رویہ کارکردگی'' (Structure-Conduct-Performance) مفروضہ بھی کہا جاتا ہے، یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ارتکاز اور مسابقت کے مسائل کے حوالے سے منڈی کی ساخت اور فرموں کے تعین نرخ کے رویے کے درمیان یکطرفہ علّی ربط ہے۔ ''ساخت عمل کارکردگی'' مفروضے کا لب لباب اس دلیل پر مبنی ہے کہ ارتکاز منڈی کے شرکا کے مابین سازشی رویے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ چنانچہ ارتکاز زیادہ ہو تو مسابقت کم ہو جاتی ہے لیکن اگر کم و بیش مساوی سائز کی فرمیں (بینک) بڑی تعداد میں ہوں تو تعین نرخ کے حوالے سے مسابقتی رویہ پروان چڑھتا ہے۔ ایک اور مفروضہ جسے مؤثر ساخت (Efficient Structure) مفروضہ کہتے ہیں یہ بیان کرتا ہے کہ بینک کی بلند پیداواری کارکردگی منڈی میں اس کا حصہ بڑھانے اور غیر معمولی منافع پیدا کرنے میں معاون ہوتی ہے۔

ایک اور نظریے میں ارتکاز اور مسابقت کو منڈی کی مقابلہ پذیری کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے۔ کوئی منڈی اس وقت مقابلہ پذیر کہلائے گی جب اس میں داخل ہونے میں کوئی رکاوٹیں نہ ہوں اور اس سے باہر نکلنے کی کوئی لاگت نہ ہو۔ بنیادی تصور یہ ہے کہ اگر کسی منڈی میں نئے حریفوں کے وارد ہونے کے امکانات ہوں تو وہ زیادہ مسابقت کی اہل اور مؤثر ہوگی۔[2] منڈی کی مقابلہ پذیری کے بارے میں نظری اور تجربی لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ مرتکز منڈیوں میں مسابقتی رویہ پیدا کرنے کی کئی شرائط ہیں اور فرموں/بینکوں کی بڑی تعداد کی موجودگی میں بھی سازشی رویہ پروان چڑھ سکتا ہے۔ متعدد عوامل جیسے داخلے پر پابندی، غیر بینکی مالی اداروں کا حریف ہونا اور فعال سرمایہ منڈیوں اور بیمہ کمپنیوں کی موجودگی، بینکاری شعبے کی مسابقت کی سطح متعین کرنے میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں بہت سا لٹریچر سامنے آ رہا ہے کہ بینکاری شعبے کی مسابقت کی سطح بینکوں کے تعین نرخ کے رویے سے طے ہونی چاہیے۔

زیر نظر باب میں اسی پس منظر میں بینکاری شعبے کے ارتکاز اور مسابقت کے معاملات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ابتدا میں بینکاری شعبے کی ساخت کے ساتھ ارتکاز کے روایتی پیمانوں پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد منڈی کی مقابلہ پذیری کے پینزر روس ایچ پیمانے کے تخمینے پر مبنی نتائج کا جائزہ لیا گیا ہے۔[3]

4.1 بینکاری کی ساخت اور ارتکاز کے پیمانے

پاکستان میں بینکاری کی ساخت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس پر پانچ بڑے بینک چھائے ہوئے ہیں۔ بینکاری نظام کے کل اثاثوں میں ان پانچ بینکوں کا حصہ 1990ء کے آخر میں 84 فیصد تھا۔ یہ وہ سال تھا جب پاکستان میں مالی شعبے کی وسیع البنیاد اصلاحات کا آغاز کیا گیا جس میں بینکاری کے شعبے میں بینکوں کے آزادانہ قیام کی اجازت دینا شامل تھا۔ تب سے بینکاری شعبے کی ساخت میں تیزی سے ارتقا ہوا ہے۔ ملک میں کام کرنے والے بینکوں کی تعداد 1990ء میں 31 سے بڑھ کر 1995ء میں 45 ہوگئی اور ملکی بینکوں کی تعداد اسی عرصے میں دگنی ہوگئی۔ اس سے کسی حد تک (روایتی پیمانوں کے مطابق) ارتکاز کم کرنے میں مدد ملی کیونکہ جدولی بینکوں کے مجموعی اثاثوں میں پانچ بڑے بینکوں کا حصہ 1995ء تک کم ہو کر 68.9 فیصد رہ گیا۔ تاہم یہ چھوٹے

---

[1] یہ باب مالی استحکام کے مقالے بعنوان "Concentration and Competition in the Banking Sector of Pakistan: Empirical Evidence" از محمود الحسن خان، شعبہ مالی استحکام، بینک دولت پاکستان، پر مبنی ہے جو منظر عام پر آنے والا ہے۔ جیسن ایلن (بینک آف کینیڈا) اور کارل جوہان لنڈگرن (آئی ایم ایف اور اے ڈی بی کے سابق مشیر) کے تبصروں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

[2] ایلن اینڈ اینگرٹ (2007ء) اور ایلن اینڈ لیو (2007ء) میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

[3] یہ تکنیک بینکاری نظام میں مسابقت کی جانچ کے لیے سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے۔

بینک پانچ بڑے بینکوں کے اہم حریف نہ بن سکے اور ان نئے بینکوں میں سے کچھ کی مالی صحت بھی خراب ہوگئی۔ اس سے 1995ء میں نئے کمرشل بینکوں کے قیام کا عمل ازخود تعطل کا شکار ہوگیا۔ یہ اقدام اور اس کے ساتھ 1997ء میں خطرے پر مبنی ضوابطی سرمائے کی شرائط کے نفاذ اور پھر کم از کم ادا شدہ سرمائے کی شرط (نقصانات کا خالص) نے مالی شعبے خصوصاً بینکاری میں انضمام اور خریداریوں کا راستہ کھول دیا۔[4] بینکاری شعبے کے ضابطہ کار اور نگراں کی حیثیت نے اسٹیٹ بینک نے خود یکجائی کے اس عمل کو سہل بنایا۔ ارتکاز کے روایتی پیمانوں (ایم ارتکاز تناسب، تغیر کا عددی سر اور ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ) پر ان تبدیلیوں کے اثرات پر آئندہ سیکشن میں بحث کی جائے گی۔

شکل 4.1: م - ارتکاز تناسب (فیصد میں)

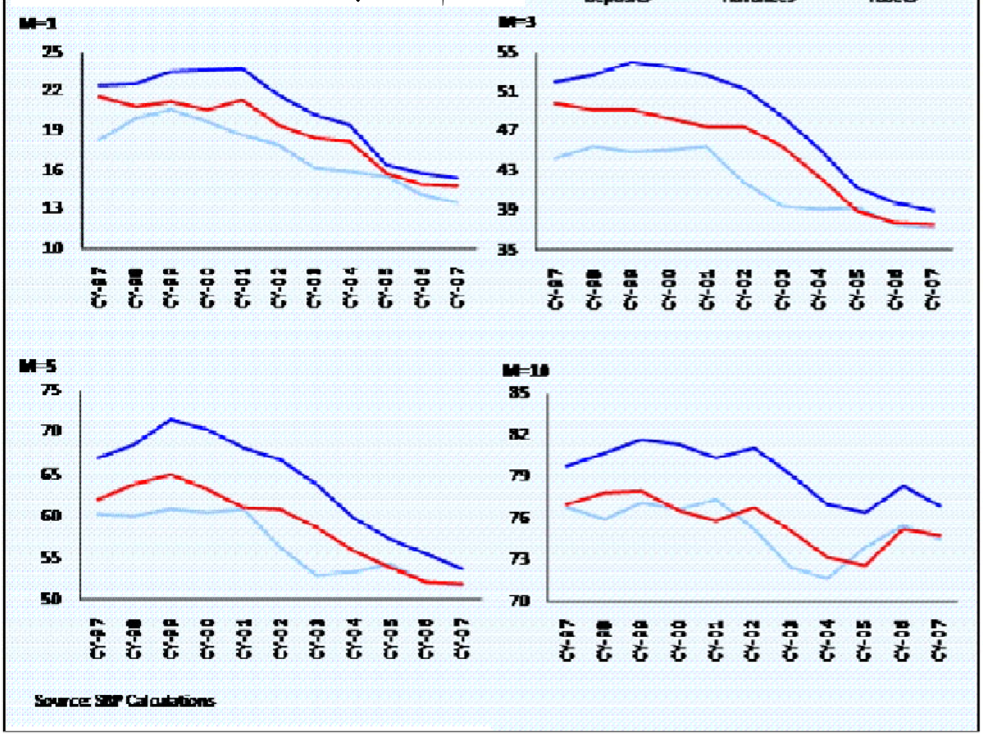

4.1.1 م - ارتکاز تناسب

م - ارتکاز تناسب سے منڈی میں ''م'' بڑے شرکا کا پتہ چلتا ہے۔ شکل 4.1 میں دکھایا گیا ہے کہ پچھلے چند برسوں میں ایک، تین اور پانچ بڑے بینکوں کا حصہ بہت کم ہوا ہے خصوصاً 2000ء سے۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے، ارتکاز میں یہ کمی بینکاری شعبے کے تینوں بڑے متغیرات میں نمایاں ہے۔ پانچ بڑے بینکوں کے اثاثوں کا حصہ جو 2000ء میں 63.2 فیصد تھا 2007ء کے آخر میں کم ہوکر 52 فیصد رہ گیا۔ اثاثوں کے حصے میں دس فیصدی درجے سے زیادہ کی کمی بینکاری شعبے کی بدلتی ہوئی ساخت کی عکاس ہے جو دس بڑے بینکوں کے اثاثوں کے حصے سے اور بھی واضح ہوجاتا ہے۔ حالیہ برسوں میں (2005ء تا 2007ء) دس بڑے بینکوں کے حصے میں اضافہ اور اس کے ساتھ پانچ بڑے بینکوں کا گھٹتا ہوا حصہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ بینکاری شعبے میں پانچ بڑے بینکوں کے بعد اگلے پانچ بڑے بینک اپنے قدم جمارہے ہیں۔ ہیئت ترکیبی میں اس تبدیلی کا سبب انضمام اور خریداریوں کی لہر ہے۔

4.1.2 تغیر کا عددی سر

م - ارتکاز تناسب تقسیم کے غیر متوازن ہونے کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتا ہے لیکن یہ منڈی میں انتشار سے متعلق کچھ نہیں بتاتا۔ یہ کمی عموماً تغیر کے عددی سر سے پوری کی جاتی ہے۔ جدول 4.1 میں دی گئی معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کی امانتوں، قرضوں اور اثاثوں کے تغیر کے عددی سر ماضی قریب میں زوال پذیر ہوئے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ حسابی اوسط کے گرد انتشار رفتہ رفتہ کم ہوا ہے۔[5] م - ارتکاز اور تغیر کے عددی سر میں کمی سے پتہ چلتا ہے کہ بینکاری شعبے کی ساخت بہتر ہورہی ہے۔

[4] ''مالی شعبے کی یکجائی''، مالی استحکام کا جائزہ 2006ء، بینک دولت پاکستان۔

[5] اعام طور پر یہ فرض کیا جاتا ہے کہ بڑی تعداد میں نسبتاً چھوٹے حجم کے اداروں کے مابین مسابقت کا بہتر امکان ہوتا ہے۔

جدول 4.1: تغیر کا عددی سر

	1996ء	1997ء	1998ء	1999ء	2000ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء
امانتیں	2.21	2.09	2.11	2.15	2.10	2.05	1.90	1.79	1.63	1.52	1.49	1.45
قرضے	1.92	1.80	1.82	1.83	1.77	1.80	1.57	1.47	1.40	1.44	1.40	1.38
اثاثے	2.03	1.97	1.96	1.95	1.87	1.83	1.72	1.65	1.51	1.42	1.40	1.39

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے حسابات

جدول 4.2: ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ

	1996ء	1997ء	1998ء	1999ء	2000ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء
امانتیں	1255	1149	1190	1259	1238	1185	1130	1032	946	833	810	785
قرضے	1004	906	941	967	942	965	852	777	764	772	746	732
اثاثے	1098	1045	1055	1069	1023	993	973	912	850	762	745	741

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے حسابات

4.1.3 ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ

م- ارتکاز اور تغیر کا عددی سر دونوں منڈی کی ساخت کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتے ہیں لیکن ان پیمانوں میں بینکاری شعبے میں سرگرم عمل بینکوں کی تعداد کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ جیسا کہ معلوم ہے شعبے کے شرکا کی تعداد ارتکاز اور مسابقت کے مسائل پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے منڈی کے ارتکاز کا ایک اور کثرت سے استعمال ہونے والا پیمانہ ہرفنڈال ہرشمین اشاریہ ہے۔ یہ اشاریہ شعبے میں بینکوں کے باہمی سائز اور تعداد دونوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ بینکاری شعبے میں اگر صرف ایک بینک ہو (اجارہ داری کی صورتحال) تو اس اشاریے کی قیمت 10,000 لی جاتی ہے اور اگر لگ بھگ یکساں سائز کے متعدد بینک ہوں تو قیمت صفر فرض کی جاتی ہے۔ جدول 4.2 سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیر غور عرصے میں بینکاری شعبے کے تمام اہم

جدول 4.3: بینکوں کی تعداد

	1990ء	1995ء	2000ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء
سرکاری کمرشل بینک	6	6	6	6	5	5	4	4	4	4
ملکی نجی بینک	0	15	14	14	16	18	20	20	24	26
غیر ملکی بینک	21	20	20	19	16	14	11	11	7	6
تخصیصی بینک	4	4	4	4	3	3	3	4	4	4
کل	31	45	44	43	40	40	38	39	39	40

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اشاریوں کے لیے ہرفنڈال ہرشمین اشاریے کی قیمتیں کم ہوئی ہیں۔ مطلق اعداد میں ہرفنڈال ہرشمین اشاریے کی قیمتیں 1000 سے کم ہیں۔ یہ وہ سطح ہے جس کے نیچے منڈی کی ساخت کو مسابقتی سمجھا جاتا ہے۔[6] یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ ہرفنڈال ہرشمین اشاریے کی قیمتوں میں بہتری بینکوں کے باہمی سائز میں تبدیلیوں کی بنا پر ہے کیونکہ زیر غور عرصے کے دوران بینکوں کی تعداد گھٹی ہے یا یکساں رہی ہے (جدول 4.3)۔

4.1.4 پینزر اینڈ روس پیمانہ

بینکاری نظام میں مسابقت کو جانچنے کا ایک اور پیمانہ پینزر اینڈ روس (1987ء) کا فریم ورک ہے جسے عموماً پی آر ایچ اسٹیٹسٹک کہتے ہیں۔ اس فریم ورک میں بنیادی طور پر فیکٹر ان پٹ قیمتوں (لاگت) کا بینکاری نظام کے (توازنی) محاصل پر اثر دیکھا جاتا ہے۔ پینزر اینڈ روس پیمانہ کسی بینک یا بینکاری نظام کی محاصل کی مساوات کی تخفیفی شکل کی فیکٹر ان پٹ قیمت کا مجموعہ ہے۔ مسابقت کامل ہو تو اس پیمانے کی قیمت 1 ہوگی کیونکہ لاگت میں ایک فیصد تبدیلی محاصل میں ایک فیصد تبدیلی کا باعث بنے گی۔ اجارہ داری ہو تو اس پیمانے کی قیمت صفر (یا صفر سے کم) ہوگی۔ اس صورت میں ان پٹ کی قیمتوں کا اضافہ مارجنل لاگت بڑھائے گا، پیداوار کم کرے گا اور بالآخر محاصل کو کم کرنے کا باعث بنے گا۔ اجارہ دارانہ مسابقت کی صورت میں اس پیمانے کی قیمت صفر اور 1 کے درمیان ہوگی۔

[6] امریکی محکمہ انصاف نے کسی صنعت میں منڈی کی ساخت جانچنے کے سلسلے میں ہرفنڈال ہرشمین اشاریے کے لیے تین حدود متعین کی ہیں جو یہ ہیں: (1) 1000 سے کم جس کا مطلب مسابقتی منڈی ہے، (2) 1000 سے 1800 جو کسی حد تک مرتکز منڈی کو ظاہر کرتی ہے، اور (3) 1800 یا زائد جس کا مطلب بہت مرتکز منڈی ہے۔

پینزر اینڈ روس معلوم کرنے کے لیے محاصل کی مساوات کی تخفیفی شکل 1997ء سے 2007ء تک 26 بینکوں (بشمول ملکی اور غیر ملکی بینک) پر مشتمل بینکاری شعبے کے پینل اعداد و شمار استعمال کر کے نکالی جاتی ہے۔

محاصلی مساواتوں سے حاصل ہونے والی ایچ پیانے کی مختلف قیمتیں عدمی مفروضے کی امکانی قیمتوں کے ساتھ جدول 4 میں دکھائی گئی ہیں۔ ریاضیاتی تفصیلات کے لیے انگریزی متن ملاحظہ کیجیے۔

4.2 ماحصل

بینکاری شعبے کے تینوں اہم اظہاریوں کے لیے ہرفنڈال ہرشمین اشاریے کی 1000 سے کم قیمت، دیگر ارتکازی تناسبات میں بہتری اور پی آر ایچ پیانہ کی صفر سے ایک کے درمیان قیمت، ان تمام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کو کم سے کم اجارہ دارانہ مسابقتی کہا جاسکتا ہے۔ اس نتیجے کی زمینی حقائق سے مطابقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ بینک اپنے قرضوں کی تعداد بڑھانے کے لیے زبردست مسابقت کرتے ہیں اور نسبتاً نئے شعبوں میں بھی قدم رکھتے ہیں جیسے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار، کارپوریٹ سیکٹر میں سخت مسابقت کی وجہ سے صارفی اور زرعی مالکاری کا شعبہ وغیرہ کیونکہ کارپوریٹ سیکٹر میں کلائنٹس کی تعداد بہرحال محدود ہے۔

جہاں تک منڈی کی مقابلہ پذیری کا تعلق ہے، مندرجہ بالا نتائج اور زیر غور عرصے کے دوران مشاہدے میں آنے والی عملی مثالیں بھی اس نتیجے کو تقویت پہنچاتی ہیں کہ پاکستان میں بینکاری کا شعبہ بینکوں کے قیام کی اجازت پر عملاً پابندی ہونے کے باوجود معقول سطح کی مقابلہ پذیری کا حامل ہے۔

تاہم بینکاری کے شعبے کے اجارہ دارانہ مسابقتی ہونے کا نتیجہ اس حقیقت سے مشروط رہنا چاہیے کہ شاخوں کے موجودہ جال میں پانچ بڑے بینکوں کی رسائی بہت زیادہ ہے اور دوسرے بینک ابھی تک اپنا جال زیادہ پھیلانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس موضوع پر **باکس 4.1** میں بحث کی گئی ہے۔

ارتکاز کے روایتی پیانوں میں زوال دکھائی دیتا ہے تاہم ان نتائج کے ساتھ اس حقیقت کو بھی سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ پانچ بڑے بینکوں کو شہری علاقوں کے علاوہ دیہات میں بھی رسائی ہے۔ دیہی علاقوں میں ان بینکوں کو عملاً اجارہ داری حاصل ہے کیونکہ ان کی شاخوں کا جال بہت بڑا ہے اور برسوں تک کام کرنے کے باعث انہیں توسیعی کفایت کا فائدہ حاصل ہوگیا ہے۔ دیہی علاقوں میں دیگر بینکوں نے بھی کام کرنا شروع کر دیا ہے خصوصاً ضوابطی شرائط کے ماتحت، تاہم انہیں اپنی کارکردگی بہتر بنانے اور بڑے بینکوں کا حقیقی حریف بننے میں وقت لگے گا۔

باکس 4.1: غیر ہموار مسابقت: جزویاتی تجزیہ

ارتکاز کے مختلف پیانوں میں نمایاں بہتری اور پی آر ایچ پیانے سے اخذ کردہ یہ نتیجہ کہ بینکاری کا شعبہ منڈی کی مقابلہ پذیری کے حوالے سے اجارہ دارانہ مسابقت کا حامل ہے اس بات کا عکاس ہے کہ بینکاری کے میدان میں مسابقت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مثبت پیش رفت کے باوجود کھاتہ داروں کو کم شرح منافع (حقیقی اعتبار سے منفی)، بلند بینکاری تفاوت اور زری پالیسی اقدامات کا ڈپازٹ ریٹ پر کم اثر، یہ تمام اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جہاں تک امانتوں میں اضافے کا تعلق ہے بینکاری کے شعبے میں مسابقتی قوتیں نسبتاً کمزور ہیں۔ بینکاری کے شعبے کا ڈھانچہ کچھ ایسا ہے کہ اس پر پانچ بڑے بینکوں کا غلبہ رہا ہے جنہیں توسیعی کفایت کا فائدہ اور تقسیم کا بہتر نظام حاصل ہے۔ چنانچہ اندازے سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ شہری علاقوں میں تو خاصی مسابقت ہے مگر دیہی علاقوں میں پانچ بڑے بینکوں کی بھرپور اجارہ داری قائم ہے۔ لیکن اس معاملے کی باقاعدہ جانچ کے لیے بینکوں کی شاخوں کی مختلف شہروں اور ڈویژنوں میں تعداد اور ان میں قرضوں اور امانتوں کی مالیت کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

چونکہ بینکاری شعبے میں دیہی اور شہری کی بنیاد پر اعداد و شمار کی واضح تقسیم موجود نہیں اس لیے بلحاظ شہر اور بلحاظ ڈویژن دستیاب معلومات استعمال کی جارہی ہیں۔ پورے ملک کے 20 سب سے بڑے شہروں یا 9 ڈویژنوں کو شہری علاقوں کے طور پر لیا جارہا ہے

جدول 1: شاخوں کی تعداد میں حصہ

	بینک		
	پانچ بڑے	تمام دیگر	کل
سب سے بڑا ڈویژن			
2000ء	10.2	17.2	11.3
2005ء	10.4	22.2	13.6
2007ء	10.6	24.6	15.1
دس سب سے بڑے ڈویژن			
2000ء	71.9	73.0	72.1
2005ء	70.8	79.0	73.0
2007ء	74.1	82.4	76.8
بینک کی شاخوں کی تعداد			
2000ء	6,192	1,271	7,463
2005ء	5,501	2,051	7,552
2007ء	5,654	2,655	8,309

ماخذ: شعبہ شماریات، بینک دولت پاکستان

جبکہ بقیہ شہروں یا ڈویژنوں کی نمائندگی چھوٹے شہر کرتے ہیں۔[1]

بینکوں اور ڈویژنوں کے لحاظ سے دستیاب اعدادوشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاخوں کی مجموعی تعداد میں سب سے بڑے ڈویژن کا حصہ 2000ء میں 11.3 فیصد سے بڑھ کر 2007ء میں 15.1 فیصد ہوگیا۔ اسی طرح شاخوں کی مجموعی تعداد میں سب سے بڑے دس ڈویژنوں کا حصہ بھی 2007ء میں 4.7 فیصدی درجے بڑھ کر 76.8 فیصد ہوگیا۔ اس تجزیے میں بینک کے لحاظ سے تفصیلات کو شامل کیا جائے تو یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ سب سے بڑے ڈویژن میں پانچ بڑے بینکوں کا حصہ[2] مذکورہ عرصے میں لگ بھگ یکساں رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے بڑے ڈویژن میں شاخوں کی مجموعی تعداد میں تمام اضافہ پانچ بڑے بینکوں کے سوا دیگر بینکوں کی نئ شاخیں کھلنے کی وجہ سے ہوا جن میں ملکی نجی بینک اور غیر ملکی بینک شامل ہیں۔ دس بڑے ڈویژنوں میں پانچ بڑے بینکوں کے حصے کے مقابلے میں تمام دیگر بینکوں کا حصہ زیادہ نمایاں ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ تمام دیگر بینکوں کی تقریباً 25 فیصد شاخیں صرف ایک سب سے بڑے ڈویژن میں مرتکز ہیں جبکہ پورے بینکاری شعبے کا اوسط لگ بھگ 15 فیصد ہے۔ حالیہ برسوں میں ان بینکوں کی شاخوں کا جال تیزی سے پھیلا ہے (**جدول 1**)۔

جدول 2: بڑے شہروں میں اہم بینکاری کاروبار

	2000ء	2005ء	2006ء	2007ء
کل امانتوں میں حصہ				
دو بڑے شہر	43.6	46.0	46.8	48.4
پانچ بڑے شہر	58.7	68.3	67.8	69.0
دس بڑے شہر	67.2	74.7	74.4	75.2
کل قرضوں میں حصہ				
دو بڑے شہر	63.7	60.3	59.0	64.2
پانچ بڑے شہر	74.5	75.6	73.1	78.7
دس بڑے شہر	80.9	82.2	79.9	84.7

ماخذ: شعبہ شماریات، بینک دولت پاکستان

جدول 3: بینک شاخ کا اوسط کاروبار

ملین روپے

	2000ء	2005ء	2006ء	2007ء
جمع کردہ امانتیں				
پانچ بڑے شہر	**343.4**	**866.8**	**864.2**	**950.1**
دس بڑے شہر	**303.1**	**748.3**	**757.2**	**832.2**
تمام دیگر	**75.1**	**139.6**	**155.4**	**176.2**
اوسط قرضے				
پانچ بڑے شہر	**316.6**	**710.3**	**732.4**	**801.4**
دس بڑے شہر	**264.9**	**610.1**	**639.7**	**693.4**
تمام دیگر	**31.7**	**72.6**	**95.7**	**80.1**

ماخذ: شعبہ شماریات، بینک دولت پاکستان

بینکاری شعبے کی اہم کاروباری سرگرمیوں کے حوالے سے 48.4 فیصد امانتیں دو سب سے بڑے شہروں میں ہیں اور مجموعی قرضوں میں ان شہروں کا حصہ 64.2 فیصد (**جدول 2**) ہے۔ اسی طرح بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں اور قرضوں میں دس بڑے شہروں کا حصہ جو بہت زیادہ ہے اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ بینکاری کی سرگرمیاں زیادہ تر بڑے شہروں میں مرتکز ہیں۔ اس معلومات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قرضوں کا ارتکاز امانتوں کے ارتکاز سے زیادہ ہے۔ شہری سطح کے اعدادوشمار سے ظاہر ہے کہ امانتوں اور قرضوں کے اعتبار سے شہروں کی درجہ بندی مختلف ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ اضافی رقوم کا بہاؤ قصداً زیادہ امانتوں والے شہروں سے صنعتی شہروں کی طرف ہے، جہاں قرضوں کی طلب زیادہ ہے۔ جدول 1 اور 2 سے بالکل واضح ہے کہ شہری علاقوں (سب سے بڑے دس شہروں) میں بینکاری مسابقت بڑھ رہی ہے۔ تاہم دیہی علاقوں میں نہ صرف مسابقت کم ہے بلکہ بنیادی بینکاری سہولتوں میں اضافے کی گنجائش بھی بہت ہے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے 2007ء میں اپنی برانچ لائسنسنگ پالیسی پر نظر ثانی کی ہے تا کہ بینکاری کی سہولتیں ان علاقوں تک تک پہنچائی جاسکیں جہاں یہ دستیاب نہیں۔[3]

اس پالیسی کے تحت بینکاری کے کاروبار کی نئی جگہوں کے لیے رہنمائی کی فراہمی کے علاوہ کم از کم 20 فیصد نئی شاخیں دیہی اور کم بینکاری سہولتوں کے حامل علاقوں میں کھولی جانی ضروری ہیں۔[4] مزید برآں اسٹیٹ بینک نے پی ایل ایس بچت امانتوں پر کم از کم 5 فیصد شرح منافع کی شرط عائد کی ہے۔ اس سے امانتوں کے لیے کوئی مسابقت نہ ہونے کی صورت میں بھی چھوٹے کھاتہ داروں کو منافع مل سکے گا جو دیہی علاقوں میں دستیاب نہیں۔

اب تک ہونے والی بحث میں مسابقتی تحرکات کے صرف طلبی پہلو پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ **جدول 3** میں رسدی پہلو یعنی بینکوں کے نقطہ نظر سے مسائل کا خاکہ دیا گیا ہے۔ **جدول 3** سے پتہ چلتا ہے کہ دیہی علاقوں میں قرضوں کا جزدان پانچ بڑے شہروں کے جزدان سے دس گنا چھوٹا ہے۔ اسی طرح پانچ بڑے شہروں میں اکٹھا کی جانے والی امانتیں دیہی علاقوں میں جمع ہونے والی امانتوں سے پانچ گنا بڑی ہیں۔ اس لیے بینکوں کو اپنا شاخوں کا جال دیہی علاقوں تک پھیلانے کے لیے مناسب ترغیبات موجود نہیں۔

1 دیہی اور شہری علاقوں کی نمائندگی کے لیے متعدد طریقے ہوسکتے ہیں تاہم ہر سال مختلف صورتحال کے لحاظ سے بڑے شہروں اور ڈویژنوں کا شمار کیا جاتا ہے۔

2 پاکستان میں تمام بینک اس تجزیے کے لیے دو گروپوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ پانچ بڑے بینک جن کی شاخوں کی تعداد زیادہ ہے ایک گروپ میں رکھے گئے ہیں اور بقیہ تمام بینک دوسرے گروپ میں ہیں۔

3 بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 15، 2007ء بتاریخ 12 اکتوبر 2007ء۔

4 دیہی اور کم بینکاری سہولتوں کے حامل علاقوں سے مراد وہ دیہات، قصبے اور تحصیل ہیڈ کوارٹر شامل ہیں جن میں کوئی بینک شاخ نہیں۔

حوالہ جات

ایلن، جے اور اینگرٹ، ڈبلیو (2007ء)، "Efficiency and Competition in Canadian Banking", Bank of Canada Review, Summer 2007

ایلن، جے اور لیو، وائی (2007ء)، "A Note on Contestability in the Canadian Banking Industry", Bank of Canada and GREQAM, Universite de la Mediterranee

بکر، جے اور کے ہاف (2002ء)، "Competition, Concentration and their Relationship: An Empirical Analysis of the Banking Industry." Journal of Banking and Finance, Vol. 26, pp 2191-2214

بکر، ایل، ایل اسپیرڈیک اور پی فنی (2007ء)، "Misspecification of Panzar-Rosse Model: Assessing Competition in the Banking Industry." De Nederlandsche Bank Working Paper No. 114

کلیسنز، ایس اور ایل لیون (2005ء)، "Financial Dependence, Banking Sector Competition and Economic Growth" Journal of European Economic Association, Vol. 3, pp 179-207

کلیسنز، ایس اور ایل لیون (2004ء)، "What Drives Bank Competition? Some International Evidence" Journal of Money, Credit and Banking, Vol. 36, pp 563-584

فرینکلن، ایف اور ڈی گیل (2004ء)، "Competition and Financial Stability." Journal of Money Credit and Banking, Vol. 36(3): pp 453-80

خان، محمود الحسن، "Concentration and Competition in Banking Sector of Pakistan : Empirical Evidence", forthcoming working paper, State Bank of Pakistan

پینزر، جے اور روس، جے (1987ء)، "Testing for Monopoly Equilibrium" Journal of Industrial Economics, Vol.35, pp 443-456

نارتھ کوٹ، سی اے (2004ء)، "Competition in Banking: A Review of the Literature." Bank of Canada Working Paper No. 2004-24